71

دعوت الی اللہ

(فرمودہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آٹھ اکتوبر کو مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق تمام جماعت نے تبلیغ کے لئے ہر فرد جماعت سے کام لیا یا یوں کہو کہ جماعت نے جہاں تک اس سے ممکن ہو سکا اپنے افراد سے کام لیا کیونکہ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ساری کی ساری جماعت یا تمام افراد نے کام کیا لیکن جو رپورٹیں ابھی تک مجھے پہنچ سکی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ معتدبہ حصہ نے کم سے کم پنجاب کی جماعتوں کے معتدبہ حصہ نے کام کیا ہے کیونکہ بیرون جات کی رپورٹیں ابھی مجھے نہیں مل سکیں اور میں نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے کس رنگ اور کس اسلوب پر کام کیا۔ مگر پنجاب میں اپنے افراد سے کام لینے کی کوشش جماعتوں نے ضرور کی ہے۔ تبلیغ کا جو مادی نتیجہ نکل سکتا ہے وہ لوگوں کی بیعت ہے۔ مگر ایک دن کی تبلیغ در حقیقت بہت سوں کی بیعت کا موجب نہیں ہو سکتی۔ ہاں وہ لوگوں کے دلوں میں سلسلہ احمدیہ کی باتیں سننے کا احساس پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس امر کا اندازہ لگانے میں مدد دے سکتی ہے کہ عام لوگوں میں ہمارے متعلق کس قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں اس بات کا اندازہ لگانے میں مد ہو سکتی ہے کہ وہ لوگ جو ابھی تک داخل سلسلہ نہیں ان میں ہمارے لئے کس حد تک زمین تیار ہو چکی ہے پھر اس امر کا اندازہ کرنے میں مدد دے سکتی ہے کہ ہمارے اپنے افراد نے کس حد تک سلسلہ کی معلومات حاصل کی ہیں اور انہیں کس رنگ میں استعمال کرنے کی قابلیت وہ اپنے اندر پیدا کر چکے ہیں۔ پھر اس سے ہم یہ بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جماعت کے لوگ سلسلہ کے لئے کس حد تک قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں پھر یہ ہمیں اس بات کا اندازہ لگانے میں

بھی مدد دے سکتی ہے کہ ہم اپنے اخلاق کو سلسلہ کی تعلیم کے مطابق کہاں تک اپنے قبضہ تصرف میں لے آئے ہیں کیونکہ تبلیغ کی سعی کے وقت بہت سی گالیاں بھی سننا پڑتی ہیں اور بہت دفعہ حقارت کا سلوک بھی دیکھنا پڑتا ہے۔

پس یہ تبلیغ کا دن درحقیقت اس قدر مادی اور ظاہری نتائج کو مدنظر رکھ کر مقرر نہیں کیا گیا تھا جسقدر کہ علمی اور اخلاقی نتائج کی اس سے امید کی جاسکتی ہے۔ اب مخالفوں کے دل یہ بات جان چکے ہیں کہ احمدیت ایک تناور درخت ہے جسکی شاخیں اگر ایک طرف آسمان تک پہنچ چکی ہیں تو دوسری طرف زمین کے دور دراز خطوں کو اپنے سایہ میں لینے کے لئے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ مخالفوں کے دل سمجھ چکے ہیں کہ احمدیت ایک ایسا درخت ہے جسے انسانی ہاتھوں نے نہیں بویا بلکہ خود اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس کا بونے والا ہے۔ تا اس کے بندے جو شدید دھوپ سے تکلیف اٹھا رہے تھے اس کے فضل کے سایہ سے محروم نہ رہیں۔ اور اس سایہ میں آکر اپنے رب کی نعمتوں سے لذت حاصل کرسکیں۔ لیکن جس طرح پہلے آدم کے زمانہ میں باوجود یہ جاننے کے کہ خدا تعالیٰ نے اسے ایک بڑے مقصد کے لئے پیدا کیا ہے' اس مقصد کے حصول کے لئے اسے بہت سے علوم بخشے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ اس عالِم باعمل کی اطاعت کی جائے ابلیس نے اسکی فرمانبرداری اور اس کے ساتھ تعاون سے انکار کیا اسی طرح ہمارے مخالفوں نے بھی باوجود یہ جاننے کے کہ وہ خدا کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اسلام کی ترقی اسی سلسلہ کی ترقی سے وابستہ ہے فیصلہ کیا کہ اس مبارک سعی کے رستہ میں روکیں ڈالیں اور جہاں تک ان کا بس چلا انہوں نے ہمارے رستے میں مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن جس غرض کو پورا کرنے کے لئے یہ دن مقرر کیا گیا تھا اس وقت تک جس حد تک نتائج میرے سامنے آئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بہت حد تک پوری ہو چکی ہیں اور مخالفوں کی مخالفت ہمارے رستہ میں روک بننے کی بجائے کھاد کا موجب ہوئی ہے۔ بعض دوستوں نے لکھا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ جن لوگوں کے پاس جاکر ہم نے دس پندرہ منٹ صرف اپنی آمد کی غرض بتانے میں صرف کرنے تھے انہوں نے دیکھتے ہی کہہ دیا اچھا آپ آج ہمیں تبلیغ کرنے کے لئے آئے ہیں ہم تو پہلے ہی سمجھتے تھے کہ آپ نے ہمیں چھوڑنا نہیں اچھا آیئے سنایئے۔ گویا اس مخالفت سے وہ ہزاروں لاکھوں آدمی جن تک ہماری آواز پہنچنا مشکل تھی یا جن کے گھروں پر جاکر دس پندرہ منٹ اپنی آمد کی غرض سمجھانے میں ہمیں صرف کرنے پڑتے' انہیں مخالفوں کی آواز نے پہلے ہی

تیار کردیا۔ "زمیندار" "حریت" اور مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ معاندین نے انہیں بتادیا کہ فلاں تاریخ کو احمدی تمہارے پاس آئیں گے ان کے پاس وقت چونکہ تھوڑا ہے' اس لئے اسے ضائع نہ کرنا۔ ان کی آمد کی غرض ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں اور اس طرح وہ ہزارہا گھنٹے جو احمدیوں کے اپنے آنے کی تمہید میں ضائع ہونے تھے بچ گئے۔ پھر کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے مختلف طبائع پیدا کی ہے کہ انہیں جس کام سے روکا جائے وہ کہتے ہیں اسے ضرور کریں گے۔ اور مسلمانوں میں بھی ایسی طبائع کے لاکھوں آدمی ہوں گے اس لئے مخالفوں کے طرف سے بار بار یہ تاکید ہونے پر کہ احمدیوں کی بات نہ سننا انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ ضرور سنیں گے۔ پھر کئی ایسے ہوتے ہیں کہ مخالفت کا جتنا شور بلند ہو اتنی ہی زیادہ بیداری ان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اپنے علماء کی مخالفت تو نہیں کرتے مگر تماشہ دیکھنے کے شائق ضرور ہوتے ہیں۔ وہ اسے ایک تماشہ سمجھتے ہیں اور گو قریب نہیں آتے مگر دور سے جھانکتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی بالآخر قابو آجایا کرتے ہیں کیونکہ اگر تماشہ دلچسپ ہو تو دور سے جھانکنے والے آہستہ آہستہ قریب آجاتے ہیں اور کسی چیز کے خوشگوار نتائج دیکھ کر کسی نہ کسی بہانہ سے اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

میں نے ۱۱۔ ۱۲ سال کی عمر میں اس عمر کے مطابق ایک رؤیا دیکھا تھا جو یہ ہے کہ اس بازار میں جو اب احمدیہ بازار کہلاتا ہے کبڈی ہو رہی ہے۔ ایک طرف احمدی اور دوسری طرف غیر احمدی ہیں جن کے لیڈر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں۔ کبڈی وہ ہے جسے پنجابی میں جھجھل کہتے ہیں۔ ان کی طرف سے جو آدمی کبڈی دینے آتا ہے' احمدی اسے پکڑ لیتے ہیں۔ اس کا دم ٹوٹ جاتا اور وہ بیٹھ جاتا ہے۔ یہاں تک ان کی طرف صرف مولوی محمد حسین صاحب رہ گئے۔ اور باقی سب احمدیوں نے پکڑ کر بٹھالئے۔ کبڈی کا میدان وہ تھا جہاں ایک طرف مدرسہ احمدیہ کی دیوار اور دوسری طرف دکانیں ہیں۔ آخر مولوی محمد حسین صاحب اکیلے رہ گئے۔ تو جس طرح بچے آنکھ مچولی کھیلتے وقت دیوار کے ساتھ مونہہ رکھ کر دائیں بائیں ہاتھ رکھ دیتے ہیں اسی طرح مولوی صاحب نے رکھ بھی دیئے۔ اور پہلو پر چلنا شروع کردیا حتیٰ کہ جب حد فاصل پر پہنچ گئے تو کہنے لگے اچھا سارے آگئے ہیں تو ہم بھی آجاتے ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب مخالفوں کے سردار اور رئیس تھے اور خواب میں سردار اور رئیس سے مراد بسا اوقات ان کے نائب ہوتے ہیں۔ یوں تو مولوی محمد حسین صاحب کے دل میں بھی آخر وقت میں صداقت بیٹھ گئی تھی وہ ملتے بھی رہتے تھے اور پیغام وغیرہ بھی بھیجتے رہتے تھے۔ لیکن اگر اس کی عام تاویل کرائی جائے تب ان سے مراد ان

کے قائم مقام اور نائب ہوں گے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کو ایمان نصیب ہونے کے یہ معنی ہوں گے کہ ان لوگوں کو بھی ہدایت مل جائے گی جو دوسروں کو راہ صداقت سے روکتے ہیں۔

بہر حال مخالفوں کی مخالفت نے بھی ہمیں فائدہ ہی پہنچایا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر یہ نہ ہوتی تو شاید ہماری تبلیغ اس سے آدھی بھی نہ ہو سکتی جتنی کہ اب ہوئی ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ بعض احمدیوں نے جو شاید عام حالات میں سستی دکھاتے جب سنا کہ مخالف کہہ رہے ہیں کہ وہ ہماری باتوں کو نہیں سننے دیں گے۔ تو ان کے دل میں بھی جوش پیدا ہوا کہ ہم بھی تبلیغ کریں گے۔ جماعت میں بیداری اور دوسروں میں دلچسپی پیدا ہوئی اس کے نتیجہ میں بیعتیں بھی ہوئیں اور بہت سے لوگوں نے بیعت کی۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بیعت اپنی ذات میں مقصود نہ تھی بلکہ اس کے اصل نتائج دو چار ماہ تک انشاء اللہ تعالیٰ نکلیں گے۔ اس سے ایک طرف تو جماعت میں بیداری ہوگی اور زیادہ تبلیغ کا شوق بڑھے گا۔ اگر کسی کو مخالفوں کے سامنے ندامت اٹھانی پڑی ہے تو وہ آئندہ کے لئے مطالعہ کر کے اپنی قابلیت بڑھائے گا اور جنہیں کامیابی ہوئی ان کے حوصلے بڑھ گئے ہیں وہ اور زیادہ جوش سے کام کریں گے۔ غرضیکہ بہت سے فوائد حاصل ہوں گے اور کچھ تازہ بتازہ پھل بھی مل گئے ہیں۔ اس سے جماعت میں ایک عام احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ہم سے پہلے سستی ہوئی ہے اور آئندہ زیادہ توجہ سے وہ کام کریں گے۔ بعض نے وعدہ کیا ہے کہ وہ باقاعدہ ٹریکٹ شائع کیا کریں گے۔ غیر احمدیوں کی طرف سے ہمارے مبلغوں کو جو جواب ملے وہ بھی بعض صورتوں میں حوصلہ افزا ہیں۔ کئی لوگوں نے انہیں آتے دیکھ کر کہا کہ ہم پہلے ہی انتظار میں تھے اور دروازے کھول کر آپ کی آمد کے منتظر بیٹھے تھے۔ بعض جگہ لطائف بھی ہوئے۔ ایک جگہ ایک مولوی صاحب نے لوگوں سے کہا کہ اپنے دروازے بند رکھو تا کوئی احمدی تمہارے ہاں نہ آسکے۔ لوگوں نے تو کیا بند کرنے تھے البتہ وہ خود دروازہ بند کر کے بیٹھا رہا اور جو بھی آکر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا وہ یہ سمجھ کر کہ کوئی احمدی آیا ہے اندر سے گالیاں دینے لگ جاتا۔ آخر ایک احمدی جو وہاں مدرّس ہیں اس کے مکان پر گئے اور آواز دی اس نے آواز پہچان کر کہا معاف کرنا آج تو تمام دن آپ کے احمدیوں نے ستا مارا ہے۔

میں سمجھتا ہوں ایک چُوک ہوئی۔ ہماری لاہور کی جماعت کے دوستوں کو چاہئے تھا کہ سب سے پہلے تبلیغی وفد زمیندار اور حریت کے دفتر بھیجتے۔ دوست جو صبح ہی صبح ان کے ہاں پہنچ جاتے اور کہتے ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ نے آج ہمارے خلاف جلسہ کر کے تقریریں کرنی ہیں۔ پہلے

آپ ہمارے خیالات سن لیں اور ان میں جو بات آپ کو قابل اعتراض نظر آئے اس پر بے شک اعتراض کریں۔ لاہور کے دوستوں کو چاہئے تھا کہ پہلے تبلیغ ان ہی لوگوں سے شروع کرتے۔ جیسا کہ میں نے ڈلہوزی کے ایک خطبہ میں بیان کیا تھا تبلیغ کے لئے تھوڑی سی دیوانگی بھی ضروری ہے۔ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا جسے دیوانہ نہ کہا گیا ہو اور جب ہم نے ان کا ورثہ پایا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں دیوانہ نہ کہا جائے۔ دیوانگی ہی دراصل حقیقی فرزانگی عطا کرتی ہے اور جنون ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کو کھینچتا ہے۔ یہ ایک قسم کی دیوانگی ہی ہے کہ ایسے شدید دشمنوں کے پاس انسان تبلیغ کے لئے جائے جو ممکن ہے ماریں یا کوئی جھوٹا مقدمہ ہی بنادیں۔ مگر بہرحال یہ دیوانگی ایسی ہوتی ہے کہ دوسروں کے دلوں میں بھی بیداری پیدا کرتی ہے۔ بعض جگہ دوسرے لوگوں سے دیوانگی ہوئی جو ہمارے لئے فائدہ کا موجب بن گئی۔ ایک جگہ ہمارے آدمی گئے تو ان میں سے ایک نے اس مکان میں جہاں وہ جاکر بیٹھے باہر سے کنڈی لگادی تا دوسرے لوگ آکر ان کی باتوں کو نہ سن سکیں۔ لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ان کے اپنے پانچ سات آدمی جو وہاں پہلے موجود تھے، ان کو خوب تبلیغ کی گئی۔ کنڈی باہر سے لگی رہی اور وہ مجبوراً بیٹھے سنتے رہے۔ میں سمجھتا ہوں اس وقت کی تبلیغ بھی زیادہ مؤثر ہوئی ہوگی۔ اگر ہمارے آدمی کی طرف سے کنڈی لگائی جاتی تو ان پر اور قسم کا اثر ہوتا۔ وہ اسے شرارت پر محمول کرتے اور بھڑک جاتے۔ لیکن جب ان کے اپنے آدمی کی طرف سے ایسا ہوا تو ہمارے مبلغین پر غصہ نہیں ہو سکتے تھے بلکہ ان سے گونہ ہمدردی پیدا ہوئی ہوگی۔ تو کچھ دیوانگی ہم سے بھی ہونی چاہئے تھی اور وہ یہ کہ شدید مخالفوں کے گھروں میں جاتے۔ مثلاً مولوی ظفر علی، مولوی ثناء اللہ، مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ اور ایسے مخالفوں کے مکانوں پر پہنچ کر انہیں تبلیغ کرتے۔ لیکن بہرحال اس سے جو نتائج نکلے ہیں وہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ بہت ہی مفید چیز ہے۔ فی الحال یہ مشورہ تو قابل قبول نہیں کہ ماہوار یا سہ ماہی ایسا انتظام کیا جائے لیکن ششماہی ضرور ہونا چاہئے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دو عیدیں دی ہیں اور ان دونوں کے مقابلہ میں شکریہ کے طور پر دو تبلیغی دن ہونے چاہئیں۔ خدا تعالیٰ جب ہمیں عید دیتا ہے تو ہمیں بھی چاہئے کہ اس کے بدلہ میں اس کے بھولے بھٹکے بندوں کو راہ راست دکھائیں۔ اور اپنے عمل سے ظاہر کریں کہ تُو نے ہم پر رحم فرمایا اور خوشی بخشی ہے اس کے بدلہ میں ہم تیرے گمراہ بندوں کو تیرے دربار میں حاضر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس میرا منشاء ہے کہ ایک دن مارچ اپریل یا مئی میں مشورہ کے بعد مقرر کیا جائے جبکہ زمینداروں کو دقت نہ ہو۔ پہلے بھی اگرچہ مشورہ کیا گیا تھا اور

مشاورت کے وقت زمینداروں کے نمائندے بھی موجود تھے لیکن پھر بھی انہیں شکایت ہے کہ یہ ان کے بے حد مصروفیت کے دن تھے۔ اس لئے آئندہ کے لئے مشورہ سے ایسا دن مقرر کیا جائے گا جب زمیندار بھی فارغ ہوں کیونکہ ہمارے زمیندار تو پھر بھی قربانی کرلیں گے لیکن سننے والے نہیں کرسکتے۔ پس فی الحال میں اس دن کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ سال میں دو دن تبلیغ کے لئے مقرر کئے جائیں۔ اس سے جماعت میں سے بھی سستی دور ہو جائے گی اور جلسہ پر جس طرح سینکڑوں لوگ بیعت کرتے ہیں اور اگر ان کے بیوی بچوں کو شامل کرلیا جائے تو یہ تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح کچھ عرصہ کے بعد ان دنوں کے نتائج بھی ایسے نکلنے لگ جائیں گے کہ یہ بھی ایام بیعت کہلانے لگیں گے۔ اور ان میں جماعت میں کافی ترقی ہونے لگ جائے گی حتیٰ کہ خدا کے فضل سے ہم ایسے مقام پر پہنچ جائیں گے کہ ہماری ہر ترقی ہماری طاقت میں نمایاں اضافہ کرنے والی ہوگی۔ جیسے بچہ یوں تو ترقی کرتا ہی ہے لیکن اڑھائی تین سال کی عمر میں پہنچ کر اس میں نمایاں ترقی ہونے لگتی ہے اسی طرح ۱۱۔ ۱۲ سال کی عمر پر پہنچ کر اور ۱۹۔ ۲۰ سال کی عمر میں اور زیادہ نمایاں ترقی ہو جاتی ہے۔ ہمارے لئے بھی نمایاں ترقی کے دن قریب آئے ہوئے ہیں اور میرے نزدیک ہمیں چاہئے کہ اس وقت کو ضائع نہ کریں بلکہ کوشش کرکے اللہ تعالیٰ کے فریضہ یعنی تبلیغ کو ادا کرکے اس کے فضلوں کے وارث بنیں۔ تا ان نعمتوں سے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے مخصوص کر رکھی ہیں، ہم محروم نہ رہ جائیں۔

(الفضل ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء)